السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

1۔

الف۔

بچوں کو کس عمر سے نماز کا حکم دینا چاہیے؟ اور نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھانا چاہیے؟

نیز کس عمر میں نماز نہ پڑھنے پر بچوں کو مارنا چاہیے؟ نیز اس مارنے کی حد اور طریقہ کیا ہے؟

ب۔ یہاں سات سال اور دس سال قمری مراد ہیں یا شمسی؟

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:

"مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلاَةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا"

(أخرجه أبو داود)

ج۔

کیا یہ سات سال کی قید حصرِ اضافی ہے یا حصرِ حقیقی؟

کیونکہ ابو داؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم تب دیں جب وہ دائیں بائیں میں تمیز کرنے لگے۔ بعض بچے تو دائیں بائیں میں تمیز سات سال سے پہلے ہی کرنے لگتے ہیں۔ عموماً سات سال میں بچے ممیز ہو جاتے ہیں۔ بعض بچے سات سال سے کے بعد بھی ممیز نہیں ہوتے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيُّ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ فَقَالَتْ كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: "إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمُرُوهُ بِالصَّلاَةِ "

(أخرجه أبو داود)

2۔

الف۔

بچے جب تک ممیز یا سات سال کے نہیں ہوتے اور اندازاً چار پانچ سال کے ہو جائیں تو اس وقت کیا ان کو نماز کی رغبت دلانے کے لیے نماز پڑھنے کا طریقہ، فرائض، واجبات، سنت وغیرہ سکھایا جانا چاہیے؟ کیونکہ بچے تو چھوٹی عمر سے بہت سی چیزیں سیکھتے ہیں۔ بہت بچے پانچ سال سے پہلے سے سکول بھی جانے لگتے ہیں۔

ب۔

نیز بچے جب تک ممیز یا سات سال کے نہیں ہوتے اور اندازاً چار پانچ سال کے ہو جائیں تو اس وقت کیا ان کو نماز کی رغبت دلانے کے لیے ان سے دن میں ایک یا دو نمازیں پڑھوالی جائیں تو کافی ہے؟ کہ ان کو سات سے پہلے ہی نماز کی عادت ہو جائے؟

-3

الف۔

نابالغ لڑکے کس عمر تک اپنی ماں کے ساتھ ایک بستر میں سوسکتے ہیں؟

نابالغ لڑکی کس عمر تک اپنے باپ کے ساتھ ایک بستر میں سوسکتی ہے؟

نابالغ بھائی بہن کس عمر تک اکٹھے کے ساتھ ایک بستر میں سوسکتے ہیں؟

نابالغ بہن بہن کس عمر تک اکٹھے ایک ساتھ ایک بستر میں سوسکتے ہیں؟

نابالغ بھائی بھائی کس عمر تک اکٹھے ایک ساتھ ایک بستر میں سوسکتے ہیں؟

ب۔

کس عمر تک ماں اپنے نابالغ بچے یا بچی کو نہلا سکتی ہے؟

کس عمر تک باپ اپنے نابالغ بچی یا بچے کو نہلا سکتا ہے (بوقتِ ضرورت)؟

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:

"مُرُوا أَوْلاَدَكُمْ بِالصَّلاَةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ"

(أخرجه أبو داود)

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداًومصلیًا

(۱۔۔الف وب وج)صورت مسئولہ میں بچے جب قمری مہینوں کے حساب سے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا طریقہ سکھانا اور نماز کا حکم دینا واجب ہے،اور جب دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو ان کو نماز میں سستی کرنے پر اگر مارنے کے علاوہ کوئی اور طریقہ کارآمد نہ ہو تو چہرے کے علاوہ جسم پر ضرب خفیف (معمولی سی مار) کی بھی گنجائش ہے۔

جہاں تک ابوداؤد شریف کی دوسری روایت کا تعلق ہے جس میں جب بچہ تمیز کرنے لگے تو اس کو نماز کا حکم دینے کا ذکر ہے،اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عام طور پر بچے سات سال کی عمر میں تمیز کرنے لگتے ہیں اس لئے اکثر روایات میں سات سال کی تصریح ہے اور بعض روایات میں جب بچے تمیز کرنے لگیں تب نماز کا حکم دینے سے بھی مراد یہی ہے کہ سات سال کے ہو جائیں۔

(۲۔۔الف وب)جب تک بچے سات سال کے نہیں ہوتے اس سے پہلے بچوں کو عادت اور رغبت دلانے کیلئے نماز کا طریقہ سکھانا بھی مناسب ہے اور اسی طرح ان کو ایک یا دو نمازیں عادت ڈلوانے کیلئے پڑھوانے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن سات سال سے پہلے سختی نہیں کرنی چاہیئے۔

«التيسير بشرح الجامع الصغير» (2/ 375):

«(مروا) جوبا (أولادكم) وفي رواية أبناءكم (بالصلاة) المكتوبة (وهم أبناء سبع سنين) أي عقب تمامها ان ميزوا والا فعند التمييز (واضربوهم) ضربا غير مبرح وجوبا (عليها) أي على تركها (وهم أبناء عشر سنين) أي عقب تمامها وذلك ليتمرنوا عليها ويعتادوها بعد البلوغ واخر الضرب للعشر لانه عقوبة والعشر زمن احتمال البلوغ بالاحتلام مع كنه حينئذ يقوي ويحتمله غالبا (وفرقوا بينهم في المضاجع) التي ينامون فيها اذا بلغوا عشرا حذرا من غوائل الشهوة»

«فيض القدير» (1/ 402

«(إذا عرف الغلام) اسم للمولود إلى أن يبلغ (يمينه من شماله) أي ميز هذه من هذه. وعرف ما يضره مما ينفعه فهو كناية عن التمييز بأن يصير يأكل ويشرب ويستنجي وحده (فمروه) أيها الأولياء: الأب فالجد فالأم فالوصي (بالصلاة) أي يفعلها ولو قضاء بجميع شروطها الظاهرة والباطنة ليتمرن عليها فيألفها إذا بلغ. وظاهر الخبر أن لا يضربه حينئذ وذلك لأن الضرب عقوبة فتؤخر لزمن احتمالها وهو بلوغه عشر سنين وفيه دليل لمن اكتفى بالتمييز وحده ولم يشترط معه بلوغ سبع سنين كابن الفركاح لكن النووي شرطه معه

(د هق عن رجل من الصحابة) قال في المنار: لا يعرف هذا الرجل ولا المرأة التي روت عنه وتعقب بأنه جاء عند الطبراني وغيره أنه عبد الله بن حبيب الجهني وله

(جاری ہے۔۔۔)

صحبة رمز المؤلف لحسنه لكن فيه عند مخرجه أبي داود: هشام بن سعد قال في الكاشف عن أبي حاتم لا يحتج به وعن أحمد لم يكن بالحافظ»

«التنوير شرح الجامع الصغير» (2/ 141):

«(إذا عرف الغلام) ميز (يمينه من شماله) والجارية مثله لأن النساء تبع للرجال في الأحكام فالجواري أيضا تبع للغلمان (فمروه بالصلاة) ويأتي حديث ابن عمرو: "مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر" (1) ولكن التمييز المذكور قد يكون قبل بلوغ السبع فكان هذا الأمر الأول يكون أخف من أمرهم لسبع (د هق عن رجل من الصحابة) (2) تقدم أنها لا تضر جهالة عينه لأن الصحابة كلهم عدول عند أئمة الحديث والمصنف رمز لحسنه»

(۳۔الف وب) نابالغ لڑکے یا لڑکیاں آپس میں یا والدین کے ساتھ سات سال کی عمر تک ایک بستر میں سو سکتے ہیں، اور سات سال کے بعد ان کا بستر الگ کرنا چاہیئے جبکہ دس سال کے بعد ان کا بستر الگ کرنا ضروری ہے، اور والدین بچوں کو سات سال تک نہلا سکتے ہیں کیونکہ عام طور پر بچے سات سال کی عمر تک از خود اپنی صفائی نہیں کر سکتے اسی لئے فقہائے کرام نے یہ لکھا ہے کہ سات سال تک چھوٹے بچوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے کیونکہ بچے عام طور پر سات سال سے پہلے تک کھانا، پینا، صفائی اور استنجاء وغیرہ از خود نہیں کر سکتے لہذا ماں ان کی معاونت کرے گی، البتہ سات سال کے بعد وہ ستر کے معاملے میں بالغوں کی طرح ہیں۔

المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود» (4/ 122):

«(قوله وفرقوا بينهم في المضاجع) أي المراقد لأنهم إذا بلغوا عشر سنين يقربون من أدنى حد البلوغ فتكثر شهواتهم فيخاف عليهم الفساد (وفي هذا دلالة) على أنه يجب على الولى أن يفرق بين الصبيان في المضاجع ولو كانوا إخوة وهم أبناء عشر إذا جعل قوله وفرقوا معطوفا على اضربوا. ويحتمل أنه معطوفا على قوله مروهم فيجب التفريق وهم أبناء سبع. ويؤيده ما رواه البزار عن أبي رافع قال وجدنا في صحيفة في قراب رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم بعد وفاته فيها مكتوب بسم الله الرحمن الرحيم وفرقوا بين الغلمان والجوارى والإخوة والأخوات لسبع سنين واضربوا أبناءكم على الصلاة إذا بلغوا أظنه تسع سنين. ويكفى في التفريق أن يكون كل واحد في ثوب ولو كانوا تحت غطاء واحد والأكمل أن يجعل لكل فراش يخصه، ولا سيما في هذا الزمان الذى غلب فيه الفساد»

«حاشية ابن عابدين » (6/ 382):

وإذا بلغ الصبي أو الصبية عشر سنين يجب التفريق بينهما بين أخيه وأخته وأمه وأبيه في المضجع لقوله - عليه الصلاة والسلام - «وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر قوله بين أخيه وأخته وأمه وأبيه) في بعض النسخ وبين بالواو وهكذا

(جاری ہے۔۔۔)

رأيته في المجتبى قال في الشرعة **ويفرق بين الصبيان في المضاجع إذا بلغوا عشر سنين، ويحول بين ذكور الصبيان والنسوان وبين الصبيان والرجال فإن ذلك داعية إلى الفتنة ولو بعد حين اهـ وفي البزازية إذا بلغ الصبي عشرا لا ينام مع أمه وأخته وامرأة إلا بامرأته أو جاريته اهـ فالمراد التفريق بينهما عند النوم خوفا من الوقوع في المحذور**، فإن الولد إذا بلغ عشرا عقل الجماع، ولا ديانة له ترده فربما وقع على أخته أو أمه، فإن النوم وقت راحة مهيج للشهوة وترتفع فيه الثياب عن العورة من الفريقين، فيؤدي إلى المحظور وإلى المضاجعة المحرمة خصوصا في أبناء هذا الزمان فإنهم يعرفون الفسق أكثر من الكبار

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق » (4/ 184):

«قوله والأم والجدة أحق بالغلام حتى يستغني وقدر بسبع) ؛ لأنه إذا استغنى يحتاج إلى تأديب والتخلق بآداب الرجال وأخلاقهم والأب أقدر على التأديب والتعنيف وما ذكره المصنف من التقدير بسبع قول الخصاف اعتبارا للغالب؛ لأن الظاهر **أن الصغير إذا بلغ السبع يهتدي بنفسه إلى الأكل والشرب واللبس والاستنجاء وحده فلا حاجة إلى الحضانة فلا مخالفة بين تقدير الاستغناء بالسن وبين أن يقدره على الأشياء الأربعة وحده كما هو المذكور في الأصل** ولم يذكر الاستنجاء في المبسوط وذكره في السير الكبير وزاد في نوادر ابن رشيد ويتوضأ وحده ثم من المشايخ من قال المراد من الاستنجاء تمام الطهارة بأن يطهر وجهه وحده بلا معين ومنهم من قال بل من النجاسة وإن لم يقدر على تمام الطهارة وهو المفهوم من ظاهر كلام الخصاف.**وفي غاية البيان والتبيين والكافي أن الفتوى على قول الخصاف من التقدير بالسبع؛ لأن الأب مأمور بأن يأمره بالصلاة إذا بلغها وإنما يكون ذلك إذا كان الولد عنده** ... وأما ما في فتح القدير والخلاصة من عدم ذكر الاستنجاء فسهو وأشار المصنف - رحمه الله - بذكر الأم والجدة إلى أن غيرهما أولى فلو قال والحاضنة أحق به حتى يستغني لكان أصرح»

والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحيح
كم عبد المنان عفي عنه
(بنده محمد عبد المنان عفي عنه)
نائب مفتي جامعه دار العلوم كراچي
يكم/صفر/١٤٤٥ھ
١٩/اگست/٢٠٢٣ شمسي

الجواب صحيح
محمد تفضل عفي عنه
٢/٢/١٤٤٥

بنده ابو الخير غفر الله له ولوالديه
دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچي
يكم/صفر/١٤٤٥ھ
١٩/اگست/٢٠٢٣ شمسي

الجواب صحيح
حسين احمد عفي عنه
٢/٢/١٤٤٥

دار الافتاء
٢٩/٢٥١
فتوى
١٤٤٥/٢/٢
٢٠٢٣/٨/١٩